Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

جلد ۶۸/۳۳ | ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ۱۰ امان ۱۳۵۸ ہش ۱۰ مارچ ۱۹۷۹ء | نمبر ۵۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ مارچ - حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدللہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور ہمیشہ اپنی خاص تائید ونصرت سے نوازتا رہے ۔ آمین

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع ہے کہ :-

ہائی بلڈ پریشر اور سر درد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے ۔

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر سلامت رکھے ۔ آمین ؁

ربوہ ۹ امان ۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر نمازِ جمعہ پڑھائی ۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۔ (یعنی اے محمدؐ! ہم نے تجھے یقیناً خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر حق اور راستی کے ساتھ بھیجا ہے اور دوزخیوں کے متعلق تجھ سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی) کی نہایت لطیف تفسیر بیان کر کے ثابت فرمایا کہ اسلام نے کامل مذہبی آزادی دی ہے ۔

حضور نے واضح فرمایا اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یا اَصْحٰبُ النَّارِ کی اصطلاح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بعض دوسری آیات (المائدہ آیت ۱۱ ، النساء آیت ۱۴۶ اور البقرہ آیت ۲۱۸) میں تین گروہوں کے لئے استعمال کی ہے ۔ ایک کفر کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے دوسرے نفاق کی راہوں پر چلنے والوں کے لئے اور تیسرے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے ۔ اس لحاظ سے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۰ میں وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تبلیغ کا حق ادا ہو جانے کے باوجود کفر پر اڑا رہتا ہے یا ظاہری طور پر ایمان لاکر اپنی مرضی سے نفاق کی راہ پر چلنے لگتا ہے یا ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کر کے کفر کی طرف واپس لوٹ جاتا ہے اور اس طرح اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ میں جا داخل ہوتا ہے تو ان تینوں صورتوں میں اس کے اس فعل کی باز پرس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کی جائے گی کیونکہ آپؐ کا کام صرف پیغامِ حق کو پہنچا دینا ہے ۔ اس لئے آپؐ کو اجازت نہیں دی گئی کہ آپؐ لوگوں کو زبردستی اسلام میں داخل کریں یا

(باقی صفحہ ۸ پر)

بحرِ حکمت کے موتی جوامع الکلم جواہر الکلام

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے

جس قدر اخلاقِ فاضلہ اور شمائلِ حسنہ ممکن ہیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ (القلم : ۵،۴)

ترجمہ :- اور تجھے خدا کی طرف سے ایک ایسا بدلہ ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا (اس کے علاوہ ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تُو (یعنی تیری تعلیم اور تیرا عمل) نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے ؁

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ ۔ (مسلم)

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے ؁

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے ۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ تُو خلقِ عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے ۔ ... اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ وشمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہوسکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامہ نفسِ محمدیؐ میں موجود ہیں ۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں ہے ؁"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۸۳ حاشیہ در حاشیہ ۳)

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ
۱۰ر امان ۱۳۵۸ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشاعت و قبولِ حق کی واحد راہ

خدا تعالیٰ کی یہ بھی ایک قدیم سُنّت ہے کہ جب بھی وہ اصلاحِ خلق کی غرض سے اپنے کسی مامور کو مبعوث کرتا ہے تو وہ لوگوں سے مامور من اللہ کی صداقت کو منوانے اور انہیں راہِ حق کی طرف واپس لانے میں جبر سے کام نہیں لیتا۔ وہ اگر چاہے تو ابتداء ہی میں ایک ایسا زبردست نشان ظاہر کرے کہ لوگوں کے لئے ایمان لانے کے سوا چارہ نہ رہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ وہ صداقت کے نشان تو ظاہر کرتا ہے لیکن لوگوں کو یہ آزادی دیتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو خود مامور من اللہ کے انکار کے ساتھ صداقت کے ان نشانوں کا بھی انکار کر دیں اور انہیں خاطر ہی میں نہ لائیں۔

وہ اس بارہ میں جبر کو سرے سے روا رکھتا ہی نہیں بلکہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ دل سے قائل ہو کر صداقت کو قبول کریں اور اگر وہ اپنی کج فہمی کی وجہ سے قائل نہ ہوں تو منکر ہی رہیں اور بعد ازاں لازمی اور قدرتی نتیجہ کے طور پر اس انکار کے عواقب کو بھگتیں۔ وہ قبولِ حق کے بارہ میں کسی لحاظ سے بھی جبر کو درمیان میں نہیں آنے دیتا۔ وہ خود مامور من اللہ اور اس کے متبعین کا ان کے منکرین و مخالفین کے ہاتھوں جبر و تشدد کا نشانہ بننا گوارا کر لیتا ہے لیکن یہ گوارا نہیں کرتا کہ لوگ کسی بھی نوع کے جبر کے ماتحت قبولِ حق پر مجبور کئے جائیں۔

اسی طرح جب منکرین و مخالفینِ حق مامورینِ الٰہی اور ان کے کمزور و بے بضاعت متبعین کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اُن سے فوری طور پر خود ہی بدلہ لے کر انہیں یکسر بے بس و لاچار کر دے لیکن وہ ایسا بھی نہیں کرتا۔ وہ منکرین و مخالفینِ حق کو ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے کہ وہ مخالفت میں اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیں۔ اُدھر وہ مامورینِ الٰہی اور ان کے متبعین کو صبر کی طاقت عطا کر کے ہر ظلم و جور سہنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کے مخالفین طاقت و قوت کے باوجود حق کو مٹانے کے منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ رفتہ رفتہ حالات خود ایسا پلٹا کھاتے ہیں کہ مخالفینِ حق اپنے منصوبوں میں ناکام اور مامورینِ الٰہی اور ان کے متبعین غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

جہاں تک ابتداء ہی میں ایک زبردست اور فیصلہ کن نشان کے ذریعہ لوگوں کو قبولِ حق پر مجبور نہ کرنے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ○ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ○ (الشعراء آیات ۴ تا ۶)

ترجمہ:۔ شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اُن پر ایک ایسا نشان اُتار دیں کہ اُس کے سامنے اُن کی گردنیں جھکی کی جھکی رہ جائیں (لیکن ہم ایسا نہیں کرتے اسی لئے) اور رحمٰن کی طرف سے کبھی کوئی نیا ذکر نہیں آتا کہ جس سے لوگ اعراض نہ کرتے ہوں۔

لیکن صداقت کو منوانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جبر نہ ہونے کے باوجود ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ صداقت کا انکار کرنے اور استہزاء کا طریق اختیار کرنے والوں پر بالآخر ان کی [illegible] انکار نہ ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں فرمایا:۔

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

ترجمہ:۔ پس انہوں نے (آیاتِ الٰہی کو) جھٹلایا ہے اس کے نتیجہ میں اُن کے استہزاء کی حقیقت ضرور اُن پر کھل جائے گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو مامورینِ الٰہی اور ان کے متبعین پر ظلم کرنے والوں سے خود بدلہ لے لے اور اس طرح اُن کے ظلم سے انہیں فوری طور پر نجات دیدے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ ظلم کرنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے حق کو مٹانے کی کوششوں میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اس کے باوجود وہ حق کو مٹانے میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے مسلمانوں کو اس بارہ میں اپنی سنت سے ان الفاظ میں آگاہ فرمایا:۔

وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ (محمد آیت ۵)

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان (ظلم ڈھانے والے کفارِ مکہ) سے بدلہ لے لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائے۔

الغرض اللہ تعالیٰ خود حق کی اشاعت میں بھی جبر کو کسی شکل میں روا نہیں رکھتا۔ نہ ابتداء ہی میں ایسا فیصلہ کن اور زبردست نشان ظاہر کرتا ہے کہ دل سے نہ ماننے والے لوگ حق کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں اور نہ حق پرستوں پر ظلم کرنے والے مخالفینِ حق سے یکدم خود بدلہ لے کر انہیں قبولِ حق پر مجبور کرتا ہے بلکہ وہ انہیں ڈھیل اور آزادی دیتا ہے کہ اگر وہ حق کو قبول نہ کرنا چاہیں تو اسے قبول نہ کریں اور اپنی طرف سے اس کی مخالفت کرنے میں اگر چاہیں تو کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیں۔ اس کے باوجود (باقی صفحہ ۸ پر)

روزنامہ "نوائے وقت" کی ایک سرتاپا جھوٹی خبر اور اُردو کی ایک پرانی کہاوت

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنے شمارہ ۵ مارچ ۱۹۷۹ء کے صفحہ اوّل پر تہرے عنوان کے تحت ایک سہ کالمی خبر شائع کی ہے۔ اس کا تیسرا عنوان ایک سرتاپا جھوٹی خبر پر مشتمل ہے۔ عنوان یہ ہے:۔

"آیت اللہ خمینی کی طرف سے بھٹو کے لئے رحم کی اپیل کی خبر
سرینگر کے قادیانی اخبار کی اختراع ہے"

لطف کی بات یہ ہے کہ اس عنوان میں درج کی گئی سرتاپا جھوٹی خبر کا خبر کے متن میں سرے سے ذکر ہی نہیں۔ اس خبر کا سراسر جھوٹا اور من گھڑت ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ سرینگر سے جماعت احمدیہ یا کسی احمدی (بقول نوائے وقت "قادیانی") کی طرف سے سرے سے کوئی اخبار ہی شائع نہیں ہوتا۔ ہم حیران ہیں جس اخبار کا وجود ہی نہیں وہ "نوائے وقت" کو کیسے نظر آ گیا۔ اور پھر اپنے اس مزعومہ اخبار میں اسے اپنی من گھڑت مزعومہ خبر بھی نظر آ گئی۔

اس کی تہرے عنوان کے تحت شائع کردہ اس سہ کالمی خبر کے تیسرے عنوان کی سرتاپا جھوٹی اور من گھڑت خبر پر ہمیں اردو کی ایک پرانی کہاوت یاد آ گئی۔ اُس کی اس جھوٹی خبر پر وہ کہاوت ہو بہو صادق آتی ہے۔ کہاوت یہ ہے —— تین تھے دیہات، دو اُجڑے اُجڑے تیسرے میں آبادی ہی نہیں۔ جس میں آبادی نہ تھی اُس میں تھے تین تالاب، دو سوکھے سوکھے ایک میں پانی ہی نہیں۔ جس میں پانی نہیں تھا اس میں سے نکلیں تین ہنڈیاں دو ٹوٹی ٹوٹی ایک کا پیندا ہی نہیں۔ جس کا پیندا نہیں تھا اس میں پکائے تین چاول، دو کچے کچے ایک گلا ہی نہیں۔ جو گلا نہیں تھا اُسے کھانے کے لئے بلائے تین مہمان، دو مرے مرے ایک میں دم ہی نہیں۔ جس میں دم نہیں تھا اُس کے مارے تین جوتے دو پھسل پھسل گئے تیسرا لگا ہی نہیں ٭

درخواستِ دعا

میری والدہ صاحبہ بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد اشرف کارکن بیت المال آمد ربوہ)

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عہد آفریں انکشاف

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور

انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک عظیم الشان تحقیق دنیا کے سامنے پیش کی۔ اس سلسلہ میں آپ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" ایک عہد آفریں کتاب ہے۔

یہ تحقیق کسر صلیب سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا براہِ راست یا بالواسطہ تعلق دنیا کے پانچ مذاہب سے ہے۔

یہودیت سے اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ تھے۔ اسباط عشرہ کو تلاش کرنے والے پیغمبر۔

یہود نے دعوٰے کیا کہ انہوں نے ایک جھوٹے مسیح کو صلیب پر مار دیا۔ اس طرح تورات کے فتوے کی رو سے نہ صرف یہ کہ جھوٹے نبی کی سزا کا نفاذ ہو گیا بلکہ صلیب کا ملنا بجائے خود ایک لعنتی موت ہے۔ کسرِ صلیب کی تحقیق دراصل یہودیت کے لئے موت ہے۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صداقت کا بیّن ثبوت۔

نصاریٰ سے اس تحقیق کا براہِ راست تعلق ہے۔ کیونکہ نصاریٰ کے بیشتر عقائد تجسم خدا اور صلیب کے گرد گھومتے ہیں۔ کسرِ صلیب کی صورت میں ان کا کوئی عقیدہ سلامت نظر نہیں آتا۔

بدھ مذہب والے بھی اس سے متاثر نظر آتے ہیں۔ گوتم بدھ نے فرمایا کہ میں اکیلا بدھ نہیں ہوں۔ بدھ مجھ سے پہلے بھی آئے۔ بعد میں بھی ہوں گے۔ پھر کہا پانچ سو سال کے بعد دین کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی تجدید ہو گی۔

حضرت مسیح بدھ کے پانچ سو سال بعد آئے۔ بدھ طائفہ نے شمالی مغربی ہند میں آپ کو ایک بدھ کے طور پر مانا۔ آپ کی بہت عزت افزائی کی۔ اور پھر آپ کے توسط سے رحمۃٌ للعالمین بدھا کے لئے چشم براہ ہو گئے۔ جو کہ ساری نسل انسانی کا ہادی بن کر آنے والا تھا۔

اس تحقیق سے ہندو بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برہمنوں نے حضرت عیسٰےؑ کی بہت مخالفت کی۔ جیسا کہ لاماؤں کے پاس حضرت مسیحؑ کے جو حالات ہیں ان میں لکھا ہے۔ لیکن کشمیر کے مہاراجگان اور بعض دوسرے حکمرانوں نے عزت افزائی کی۔ بھوشیہ پران صداقتِ مسیحا کی منہ بولتی گواہی ہے۔

قرن اول کے آخر میں راجہ شالباہن نے عیسٰے مسیح سے ہمالہ دیش میں ملاقات کی اور عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

مسلمانوں کے لئے یہ تحقیق انقلاب روحانی کا پیش خیمہ اور بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ فخر موجودات غائتِ کائنات ختمی مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل امین نے بڑی اہمیت کی ایک بات اس مرض میں بتائی جس میں آپ رفیقِ اعلےٰ کو جا ملے۔ وہ بات یہ تھی کہ

حضرت عیسٰےؑ آپ سے دوگنی
عمر پا کر فوت ہوئے ہیں۔ آپ کی
عمر ان سے نصف ہو گی۔

نطق جبرائیل کی یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ رہی ہے۔ اس لئے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں یہ انکشاف بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ سنگِ میل ہے۔

یہاں پہنچ کر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس انکشاف کے بپایۂ تکمیل پہنچنے پر مستقبل میں کشمیر کی عظمت ویٹی کان سے بھی بڑھ جاتی ہے جہاں مزعومہ طور پر پطرس دفن ہے۔ اسے عظمت ویٹی کان مل گئی۔ جہاں پطرس کا آقا دفن ہے۔ اسے آپ کیا کہیں گے؟ یہ بات ہم مستقبل کے مورخ پر چھوڑتے ہیں۔

اقوام عالم کے ناطہ سے یہ تحقیق بلاد شرقیہ کے علاوہ مشرق بعید کے ممالک تک پھیلی ہوئی ہے تیسری صدی کے کتبات ایران (عہد ساسانیہ) میں برہمنوں اور بدھوں کے درمیان یہود و نصاریٰ کے آباد ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح ناصری کی امت کو ناصرا کا نام دیا گیا اور مترسیہ کے عیسائیوں کو کلسچین (کرسچن) لکھا گیا۔

ایران اور افغانستان کی سرحد پر ایک چھوٹا سا قبیلہ آج بھی موجود ہے جس کے پاس ایک صحیفہ ہے جس کا نام "احادیث المسایح" ہے ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلے۔ ایران و ہرات سے ہوتے ہوئے افغانستان و بلاد ہند میں گھومتے رہے۔ کشمیر میں فوت ہوئے وہاں ان کا مزار ہے۔

نیپال، تبت و لداخ سے بھی اس تحقیق کا گہرا تعلق ہے۔ بدھ اور لاماؤں کی خانقاہوں میں حیات مسیح پر مشتمل صدیوں پرانے نوشتے موجود ہیں۔ ان پستکوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ شمالی ہندوستان میں گھومتے رہے۔ تبت و نیپال کے بدھ مراکز میں گئے۔ وہ بدھ کے شاگرد بنے۔ پالی زبان سیکھی۔ بدھ کے وطن میں قیام کیا۔ تناسخ، اواگون، بت پرستی اور اونچ نیچ کا کھنڈن کیا۔ برہمن آپ کی جان کے لاگو ہو گئے۔ لیکن بدھ مت والے آپ کے نگہبان تھے۔ زیب داستان کے لئے لاماؤں نے یہ بات بڑھا دی کہ حضرت مسیح صلیب سے پہلے یہاں آئے تھے۔ بچپن میں یہاں آ کر بدھ مت کے شاگرد بن گئے۔ بہرحال [illegible] سے قطع نظر ان نوشتوں کے مندرجات قابل غور ہیں۔

۶۱ عیسوی کی بات ہے چین کے ہان خاندان کے شہنشاہ منگساتی نے متواتر کئی راتوں تک ایک ہی خواب دیکھا جس میں اسے بتایا گیا کہ ایک مردِ صادق مغرب میں موجود ہے اس کے بارہ میں علم حاصل کرو۔ منگساتی نے ایک وفد ہندوستان کی طرف بھیجا۔ ہند و چین کی سرحد پر اس وفد کی ملاقات دو درویشوں سے ہو گئی۔ وہ چین میں اس مرد صادق کا پیغام لے کر آئے تھے۔ ان کے پاس نوشتے بھی تھے عام طور پر علماء کا خیال ہے کہ وہ بدھ تھے۔ لیکن بعض عیسائی علماء کا خیال ہے کہ وہ توما رسول ہند کے شاگرد تھے چین کے صوبہ ہونان کے ایک شہر میں جلاوطن بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی سی جمعیت تھی جہاں ان کی ہیکل تھی۔ وہاں سے بعض کتبے مل چکے ہیں۔ توما کے شاگرد دراصل چین کے بنی اسرائیل کی طرف جا رہے تھے۔ اگر یہ بات درست ہے تو اندریں صورت مغرب کے صادق انسان سے مراد خود حضرت مسیح ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ٹیکسلا میں تبلیغ کے بعد توما جنوبی ہند کی طرف چلے گئے تھے۔ ۶۱ عیسوی میں چین کے مغرب میں حضرت مسیح علیہ السلام گھوم رہے تھے وہ بدھ مراکز میں جادہ پیما تھے۔

اسی طرح چین کے ایک دوسرے صحیفہ میں لکھا ہے کہ مغرب میں ایک بدھا ہے اس کا سلسلہ وہاں قائم ہے۔ مغرب کے سلسلہ بدھ میں تناسخ، اواگون اور جونوں کے چکر کی مصیبت نہیں ہے۔ بلکہ توبہ اور فضل پر نجات اور مکتی کا پیغام پیش کیا جاتا ہے۔

قرون اولیٰ میں چین میں اوالوکیت بدھا کا تصور بام عروج پر تھا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اس بدھا میں حضرت مسیح کی جھلک ملتی ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جاپان میں بھی یہ روایت ملتی ہے۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور سیاحت ایشیا کرنے والے ریفارمر تھے۔ پرتگیزوں کی آمد سے بہت پہلے جاپان میں ایک عجیب غریب فرقہ موجود تھا۔ جو یہ مانتا تھا کہ حضرت مسیح نے آباء بنی اسرائیل کی طرح طویل عمر پائی۔ ظاہر ہے کہ براہ چین یہ روایت جاپان میں پہنچی۔

ان چند مثالوں سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسر صلیب کی تحقیق تاریخ عالم میں ایک انقلاب پیدا کرنے والی اور مشرق و مغرب کو ملانے والی ہے۔

جاپانی مکتب فکر کے بدھوں نے گوتم بدھ اور حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کو ملا کر ان کے حسین امتزاج سے ایک گلدستہ تیار کیا۔ اور رحمۃٌ للعالمین یعنی آنے والے عظیم الشان بدھا کے قدموں میں ڈال دیا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ بشارات گوتم بدھ کی ہیں۔ اب پتہ لگا ہے کہ قرن اول میں ہندوستان کے شمال مغرب میں ان کا خمیر تیار ہوا اور بدھ مذہب اور عیسائیت میں سب سے بڑی مشابہت یہی بتائی جاتی ہے کہ ان کے ملاپ سے آنے والے بدھ کا تصور خدمت اختیار کر گیا۔ حضرت مسیح کی انجیل جو کہ بجائے خود نبی موعود کی خوشخبری ہے اس نے گوتم بدھ کی بشارات کو جلا بخشی ہے۔ گوتم بدھ اور حضرت عیسٰےؑ کی ملی جلی بشارات جاپانی مکتبِ فکر کی جان ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی وجہ سے بدھوں میں ہادیٔ عالم سراپا محبت و رحمت کا تصور پیدا ہوا۔ اور اس کے دامن سے وابستہ ہونے کا عزم ابھر کر سامنے آ گیا۔ ایک بے پایاں محبت کا سمندر ہے جو کہ آنے والے بدھا کے قدموں میں بہہ رہا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا مبشرین اسلام کا کام ہے۔

بعض علماء تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان میں مغرب سے آنے والے ایک ریفارمر کو

بدھی ستوا مانا گیا اس کے توسط سے مستقبل کے عظیم انسان بدھا کا انتظار شدت سے ہونے لگا۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں وہ مکتبِ فکر پیدا ہوا جس نے رحمۃ للعالمین بدھ کی راہوں میں عقیدت کے پھول بچھا دیئے۔ آنکھوں کی پلکوں سے ان کو چنا اور اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اس شدتِ انتظار کے پس منظر میں نوید مسیحا نہیں تو اور کیا ہے؟

مغرب میں حضرت مسیحؑ کی بعد از صلیب زندگی کے حالات برنگ دگر ملتے ہیں۔ یونانیوں اور رومیوں نے حضرت مسیح کی تعلیمات اور ان کے حالات کو اپنے ایک ریفارمر کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ دوسری صدی کی کتاب "حیاۃ اپالونیوس" میں حضرت مسیح کی پرچھائیں موجود ہے۔ اپالونیوس کی معجزانہ پیدائش، بچپن میں حکیمانہ کلام، معجزات کا صدور، رومی عدالت سے مخلصی اپنے شاگرد دامس کے ہمراہ عراق، ایران، افغانستان کا سفر، درہ خیبر سے گزر کر ٹیکسلا میں آمد، بلادِ ہند کی سیاحت بہت بڑھاپے میں مخفی وفات جو کہ ایک راز ہے۔ یہ سب باتیں حیات مسیح کی خوشہ چینی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی زندگی کے حالات مشرق میں ایک بدھستوا (بدھ انسان کامل) کی طرف منسوب ہو گئے۔ جسے یوداسف یا یوز آسف کہا گیا۔ اور مغرب میں قرنِ اول کے ایک یونانی حکیم اپالونیوس کی طرف۔ اس طرح کہ اصل وجود غائب ہو گیا اور افسانوی گرد و مشہور ہو گئے۔

الغرض ہر لحاظ سے یہ تحقیق عظیم ہے عہد آفرین ہے۔ انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ قوموں کی قسمت کو بدلنے والی صحیح عقائد کی طرف راہنمائی کرنے والی اور مشرق و مغرب کے ڈانڈے ملانے والی ہے۔ اس تحقیق کا پہلا قدم کسرِ صلیب ہے۔ دوسرا قوموں کو اسلام کے دائرہ میں لانا ہے۔ اقوام عالم کا مقصود رحمۃ للعالمین کا لایا ہوا دین۔ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہے۔ اور اشاعتِ اسلام میں یہ تحقیق بہت ممد و معاون ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کشمیر سے انجیلیں برآمد ہوں گی۔ جو کہ کسرِ صلیب کا سامان ہو گا۔ تاریخ کلیسا میں انجیل ہند کا ذکر واضح لفظوں میں موجود ہے۔ دوسری صدی میں عیسائی دنیا کا سب سے بڑا فلاسفر اور عالم سکندریہ کے مدرسہ دینیات کا صدر "پین ٹے نس" تھا۔ نصاریٰ ہند نے اسے ہندوستان میں آنے کی دعوت دی جو منظور ہوا تو شمالی مغربی ہند میں جادہ پیما ہوا۔

اس نے سکندریہ میں واپس آ کر بتایا کہ ہندوستان میں نہ صرف عبرانی نسل کے عیسائی ہیں بلکہ ان کے پاس عبرانی حروف اور زبان میں انجیل موجود ہے۔

یہ انجیل صدیوں سے تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہے۔ اب سینۂ گیتی میں یہ راز انگڑائی لے رہا ہے افشا ہونے کے لئے بے قرار ہے۔

اسی طرح آپ نے بتایا کہ یوز آسف کا مقبرہ کھولا جائے گا۔ اس میں رکھی ہوئی الواح وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کا پیغام دیں گی۔ تصور کریں۔ وہ زمانہ کتنا حیرت انگیز ہو گا۔ دل کی دھڑکنوں کو تیز سے تیز تر کرنے والا۔ جب دنیا میں سب سے زیادہ پٹنے والا غریب الدیار پیغمبر، خاک کشمیر میں آسودہ، زبانِ حال قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر دنیا کو بتائے گا کہ یہود نا مسعود مجھے صلیب پر مار نہیں سکے۔ میرے ماننے والے جس کفارہ پر امید نجات رکھتے ہیں وہ سراب نظر ہے۔ مجھے خدا بتایا گیا یہ تو سراسر ظلم ہے۔ میرا مشن بنی اسرائیل کی بھیڑوں کی تلاش اور رحمۃ للعالمین کے ظہور کی بشارت پر مشتمل تھا۔ میں نے بنی اسرائیل کے اسباط کو اسلام کے لئے تیار رکھا۔ اور قوموں میں آنے والے نور کے لئے منادی کی۔ اور اس کے انتظار کو تازہ کیا۔ نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ اسلام کے لئے ان قوموں نے اپنی آغوش وا کر دی۔ اپنا مشن پورا کر کے میں فوت ہو گیا۔ میری آخری آرام گاہ یہ قبر ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کی غیرت میں کھولا ہے۔ اس طرح وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

ہم تک شہرت پائے گا۔ پر واقعاتی رنگ میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ جلسہ کے اختتام پر سلائیڈز کی نمائش ہوئی جس میں لنڈن کی کسرِ صلیب کانفرنس کے مناظر بھی دکھائے گئے۔ یہ پروگرام نہایت مؤثر اور کامیاب رہا۔ اجتماع میں ایک نمایاں تعداد میں غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ کارروائی ختم ہونے پر ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب امیر مقامی نے دعا کرائی۔

سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ لندن

مختلف مقامات پر جلسۂ مصلح موعود کا انعقاد

لاہور

۲۲ فروری کو ۳ بجے دوپہر مسجد دارالذکر میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت اور کلام محمود سے نظم کے بعد خاکسار نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے مبارک الفاظ پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے یہ شعر پڑھتے ہوئے اپنی تقریر کا آغاز کیا ع

"مصطفےٰ پر تیرا بےحد ہو سلام اور رحمت"

آپ نے پیشگوئی سے زندہ خدا کی تجلیات، زندہ رسولؐ کے زندہ معجزات اور زندہ کتاب قرآن کریم کی صداقت ثابت کی۔ ۵۲ نشانات اور علامات کا ثبوت دیا۔ اور ۱۹۴۴ء میں اعلان مصلح موعود، غیروں کا اعتراف قابلیت تفسیر القرآن کا خداداد علم، مقاصد کی تکمیل، تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین کا جال پھیلا دینا۔ احمدیت پر سورج غروب نہ ہونا۔ مولانا ظفر علی خان صاحب آف زمیندار کا اعتراف اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

جلسہ میں شمولیت کی دعوت پر مشتمل ایک ہزار اشتہار تقسیم کیا گیا۔ سرکلر کے ذریعہ جملہ صدر صاحبان اور عہدیداران کو نماز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر میں ادا کرنے اور جلسہ میں شمولیت کی تلقین کی گئی جس سے جلسہ کی رونق بہت بڑھ گئی۔

احباب جماعت اپنے ہمراہ بعض غیر از جماعت دوستوں کو بھی لائے ہوئے تھے۔ جنہوں نے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطبہ بھی سنا۔ اور ان میں سے بعض نے جلسہ کی کارروائی مکمل ہونے تک مسجد میں بیٹھ کر مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد کی تقریر سنی۔ الحمد للہ کہ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ
لاہور

حیدرآباد

مورخہ ۲۲ فروری بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بیت النظر میں زیر صدارت بابو عبدالغفار صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد جلسہ در بارہ پیشگوئی مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جو مکرم میر محمد ابراہیم صاحب انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ نے کی۔ محترم میر نور احمد صاحب تالپور نے المصلح الموعود کی ایک نظم پڑھی۔ محترم صدر جلسہ نے الہامی پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔ جس کے بعد مکرم نثار احمد صاحب بشارتی نے سیدنا المصلح الموعودؓ کا وہ حلفیہ بیان پڑھ کر سنایا۔ جس میں آپ نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان کیا تھا کہ میں ہی اس پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں

اس کے بعد بابو محمود احمد صاحب نے حضرت المصلح الموعود کی خدماتِ قرآنیہ کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد برادرم انور طاہر ابن مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اور بالآخر مکرم مولوی محمد اشرف صاحب ناصر شاہد مربی سلسلہ احمدیہ نے بالتفصیل اس پیشگوئی کا پس منظر اور متعدد علامات بیان کر کے اس امر کو ثابت کیا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ ہی اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔

صدر جلسہ نے آخر میں دعا کرائی اور یہ جلسہ ختم ہوا۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر اور عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس پیشگوئی کے تحت جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ ان کو ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

افضل طاہر ابن محمد اشرف صاحب ناصر
مربی سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

ملتان

۲۰ فروری کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ حسین آگاہی میں یوم المصلح الموعود کی تقریب میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلے ایک طفل عبدالقیوم نے تقریر کی۔ پھر مکرم مولوی ناصر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کیا۔ اور پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے

ان کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے مترنم آواز میں نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ جس کے بعد مکرم مولوی برکت اللہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے قرآن مجید کی مختلف آیات سے مصلح موعود کی پیشگوئی کی صداقت ثابت کی اور حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمتِ قرآن کے واقعات بیان کئے۔

پھر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے پیشگوئی کے اصل الفاظ "وہ دنیا کے کناروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستی کی بے رحمانہ رسم کیسے ختم ہوئی؟

مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی ایک اہم علامت کی تفصیل

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے سابق مبلغ مغربی افریقہ و ملیشیا

آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کی حیثیت سے ایک مامور من اللہ کی بعثت کا مسئلہ چودہ سو سال سے مسلمہ چلا آرہا ہے اس عالمگیر امام آخر الزمان کی شخصیت میں تو کسی قدر اختلاف رہا ہے مگر اس کی آمد سے گزشتہ صدیوں میں کبھی کسی نے انکار نہیں کیا۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک اس امام آخر الزمان کا امت محمدیہ میں ظہور ہو چکا ہے اور وہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ تمام وہ پیشگوئیاں، وہ علامات اور وہ نشانات بینات جو قرآن و حدیث اور اسلامی آثار میں مسیح موعود اور امام مہدیؑ کی آمد کے زمانہ کے لئے بیان کی گئی تھیں روز روشن کی طرح بعینہٖ پوری ہو چکی ہیں اور حضور علیہ السلام نے اپنی کتب میں بار بار مختلف پیرایوں میں ان کی تسلی بخش طور پر وضاحت فرما کر انہیں اپنے اوپر منطبق فرمایا ہے لیکن جیسا کہ گزشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۸ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں توجہ دلائی تھی۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ان تمام علامات و نشانات اور پیشگوئیوں کو جماعت کی نئی نسل کے سامنے عام فہم انداز میں پیش کر کے ذہن نشین کرایا جائے اور اس حد تک انہیں یہ مسائل ازبر کرا دیئے جائیں کہ وہ نہ صرف ان کے اپنے ایمان کی پختگی کا موجب ہوں بلکہ وہ یہ دلائل طور پر صحیح اور قابل فہم طریق سے دوسروں کے سامنے بھی پیش کر سکیں۔

رسم ستی کی ممانعت کی پیشگوئی:

قرآن کریم کے آخری پارے کی بعض سورتوں میں بھی آخری زمانے کی بہت سی علامات اور پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس وقت خاکسار سورۃ تکویر کی آیت ۹ اور ۱۰ کی تفسیر میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ
بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔"

یعنی جب زندہ درگور کر دی جانے والی کے متعلق جواب طلبی کی جائے گی کہ اسے کس جرم کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔ اگر اس آیت کو قیامت سے متعلق سمجھا جائے تو مطلب صاف ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اذا الموءدۃ سئلت کو اگر قیامت پر چسپاں کیا جائے تو سئلت کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں وائد سے پوچھا جائے گا۔ یا موءدہ کو دوبارہ زندہ کر کے پوچھا جائے گا۔ خواہ بعد میں وحوش کی طرح اسے فنا کر دیا جائے۔ مگر بای ذنب قتلت اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وائد سے (یعنی زندہ درگور کرنے والے سے) پوچھا جائے گا۔"

اس کے بعد حضور رضی اللہ عنہ ان آیات کا آخری زمانہ سے تعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جس طرح اس سورۃ کی اور تمام پیشگوئیاں موجودہ زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں۔ اسی طرح اذا الموءدۃ سئلت کی پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے یعنی جبکہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی جائے گی۔ اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اسے سزا دی جائے گی۔ چنانچہ ۱۸۲۹ء میں ایسا قانون حکومت انگریزی نے جاری کر دیا اور اس طرح یہ علامت بھی جو آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہے پوری ہو گئی۔"

(تفسیر کبیر پارہ عم جلد ششم جزو چہارم نصف اول صفحہ ۲۲۶)

رنجیت سنگھ کی گیارہ عورتیں جل مریں:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا نوٹ کی روشنی میں غرض ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں میں قدیم سے یہ رواج تھا کہ مرد کی موت پر اس کی بیوی یا بیویوں کو بھی اس کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا۔ یہ رسم صرف ہندوؤں سے مخصوص نہیں تھی بلکہ سکھوں میں بھی یہ رواج پا گئی تھی۔ حالانکہ سکھ مذہب کے سارے لٹریچر میں اس کا جواز یا فرض ہونا نہیں ملتا۔ تاہم غالباً ہندو کلچر سے گہرے طور پر متاثر ہونے کی وجہ سے سکھ قوم میں بھی اس پر عمل کیا جاتا رہا ہے چنانچہ سکھوں کے ایک مشہور مورخ سردار کرم سنگھ صاحب اپنی کتاب "بھولے اتہاسک لیکھ" کے صفحہ ۳۰۳ پر لکھتے ہیں کہ:-

"مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرنے پر اس کی چار رانیاں اور سات گولیاں اس کی ارتھی کے ساتھ ستی ہوئی تھیں:"

اسی طرح لکھا ہے کہ:-

"ممانعت کا قانون بن جانے سے پہلے سب سے آخری عورت جو اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہوئی وہ سردار شام سنگھ اٹاری والے کی بیوی تھی۔"

نیز لکھا ہے کہ:-

"مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سالے جواہر سنگھ کی بیویاں بھی اس کی موت پر اس کے ساتھ ستی ہو گئی تھیں۔"

ستی ہونے کی وجہ:

ہندو عورتیں کیوں برضا و رغبت یا طوعاً و کرہاً اپنے خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جایا کرتی تھیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو مذہب کی کتاب "پاراشر سمرتی" کے چوتھے باب میں لکھا ہے کہ:-

"جو عورت اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہوتی (یعنی زندہ جل جاتی) ہے وہ اتنے برس جنت میں رہتی ہے جتنے کہ اس کے مرنے والے خاوند کے جسم پر بال ہوتے ہیں۔"

کم و بیش یہی کچھ ہندوؤں کی ایک دوسری کتاب "وکشٹ سمرتی" کے چوتھے باب میں مرقوم ہے

ستی کی خاطر رگ وید میں تحریف:

تاہم اگر ہندو مذہب کے لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں ستی کی رسم قدیم ہندو مذہب میں موجود نہیں تھی بلکہ یہ ہندوؤں کی قدیم مقدس کتاب رگ وید کے ایک منتر میں کسی مذہبی جنونی کی تحریف کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت میں ہندو مذہب کی کتب میں کہیں ستی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ چونکہ رگ وید کی اپنی اصلی سنسکرت زبان ایسی انوکھی تھی کہ اسے سو میں سے ایک برہمن یا پنڈت بھی سمجھنے کے قابل نہ تھا اس لئے اس قسم کی تحریف و تبدیل کا عام پنڈتوں کو پتہ نہیں لگ سکتا تھا۔

"دیور" کے لفظ کی "آگ" کے لفظ میں تبدیلی:

اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ میکسمولر کی کتاب سائنس آف لینگویجز (MAX-MU-LAR'S SCIENCE OF LANGUAGES V.I) کے صفحہ ۳۶ پر ہندو بیوہ کے متعلق لکھا ہے کہ ہندوؤں کا رگ وید بیوہ کو حکم دیتا ہے کہ خاوند کے مرنے کے بعد:-

"She may first go to the altar and desire a brother of her deceased husband."

کہ وہ قربان گاہ پر جا کر اپنے دیور کی خواہش کرے یعنی اس سے شادی کرے۔ دیور کے لئے وید میں سنسکرت کا لفظ "AGRE" یا اگرے ہے جسے بدل کر کسی مذہبی لیڈر یا پنڈت نے "AGNEH" یا اگنی کر دیا جس کے معنے آگ کے ہیں اور اس طرح بیوہ کے لئے خاوند کے مرنے کے بعد دیور سے شادی کرنے کے مفہوم کو بدل کر یہ کر دیا گیا کہ خاوند کے مرنے کے بعد بیوہ اس کے ساتھ آگ میں جل جانے کی خواہش کرے۔ چنانچہ مذکورہ بالا انگریز مصنف لکھتے ہیں کہ ید اصل وید کے پرانے نسخوں میں اب بھی دیور ہی کا لفظ موجود ہے جسے آگ میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہ پجاریوں کا ایک کرشمہ ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"This is the most flagrant instance of what can be done by an unscrupulous pri-

(P. 34)

بہر حال قرآن کریم کی سورۃ تکویر میں مذکورہ متعلقہ پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ آخری زمانہ میں ستی کی اس بد رسم اور عورت پر اس ظلم صریح کے خلاف ایسی احتجاجی تحریک اٹھائی جائے گی جس کے ذریعہ یہ رسم غیر قانونی یا کر مٹ جائے گی۔

وائد اور موؤدہ دونوں جہنمی ہونگے:

کہا جا سکتا ہے کہ وأد کے معنی زندہ زمین میں دبانے کے ہیں نہ کہ زندہ جلا دینے کے اس لئے اس آیت سے ستی کی رسم کیسے مراد لی جا سکتی ہے؟ لیکن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لفظ کو عزل کے معنوں میں استعمال فرمانا اس کے معنوں اور اس کے استعمال کو اتنی وسعت دے دیتا ہے کہ اس سے مراد ستی کی رسم بھی لی جا سکتی ہے چنانچہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ایک حدیث آتی ہے کہ حضورؐ سے عزل کے متعلق پوچھا گیا تو:-

"فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک الوأد الخفی"۔

حضورؐ نے فرمایا یہ تو وأد خفی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"الوائد والموؤدۃ فی النار"

کہ وائد اور موؤدہ دونوں جہنمی ہوں گے۔

حالانکہ عرب کی موؤدہ تو معصوم اور نابالغ بچی ہوتی تھی وہ تو اس حدیث میں مراد ہو ہی نہیں سکتی بلکہ وہی ہو سکتی ہے جو بلوغت کے بعد اپنی مرضی سے ستی ہو جاتی ہو جیسے ہندوستان میں ہوتا تھا۔ نیز بعض کتب تاریخ جیسے "سیر المتأخرین" مصنفہ غلام حسین میں لکھا ہے کہ شہنشاہ جہانگیر کے وقت میں بعض مشرک ہندو عورتیں جو مسلمانوں کی بیویاں ہوتی تھیں اپنے خاوندوں کی موت پر اپنی مرضی سے ان کے ساتھ زندہ دفن ہو جایا کرتی تھیں۔ اس امر کی تصدیق ایک سکھ مورخ پروفیسر ڈاکٹر گیانی شیر سنگھ پی ایچ ڈی اپنی کتاب "گرمکھ درشن" کے صفحہ ۲۲ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"جہانگیر کے زمانہ میں بعض مسلمان خاندانوں میں بھی ستی کی رسم جاری ہو گئی تھی یعنی بعض مسلمانوں نے بعض ہندو عورتیں اپنی بیویاں بنائیں جو خاوندوں کے مرنے پر اپنی مرضی سے ان کے ساتھ ستی ہو جاتی رہیں۔"

ظاہر ہے کہ ایسی ہندو عورتیں اپنے مسلمان خاوندوں کے ساتھ جلائی نہیں جاتی ہوں گی بلکہ زندہ دفن کی جاتی ہوں گی کیونکہ ان کے خاوند مسلمان ہوتے تھے پس ثابت ہوا کہ ستی والی عورتیں زندہ دفن بھی کی جاتی تھیں۔

ستی کی رسم کب شروع ہوئی؟

ستی کی رسم ہندوستان میں کب سے جاری تھی اور سب سے پہلے کون سی عورت اس کی بھینٹ چڑھی؟ اس کا صحیح طور پر پتہ نہیں لگتا ہم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بھارت میں کورو پانڈو کی لڑائی سے بھی پہلے یہ رسم موجود تھی کیونکہ ہندو کلاسیکل ڈکشنری مصنفہ ڈیوی سبھائے میں لکھا ہے کہ:-

"مادری" جو راجہ پانڈو کی دوسری بیوی تھی وہ پانڈو کے انتقال کے بعد اس کی لاش کے ساتھ ستی ہو گئی تھی۔

تاریخ پنجاب مصنفہ بھائی پرمانند کے صفحہ ۱۴۴ میں بھی اس واقعہ کو دہرایا گیا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ جو ہندو عورت ستی ہونے سے انکار کر دیتی یا چتا میں سے نکل کر بھاگ کھڑی ہوتی تھی اسے ہمیشہ کے لئے ذلیل اور سوسائٹی کے ناقابل سمجھا جاتا تھا۔

مسلمان بادشاہوں کی کوششیں:

ہندوستان کے مسلمان بادشاہ اس کا قطعی انسداد چاہتے تھے کیونکہ یہ نہایت بے رحمانہ اور وحشیانہ رسم تھی مگر بعض خود غرض اور جاہل برہمنوں نے ان کو بتایا کہ یہ محض رسم نہیں بلکہ مذہبی حکم ہے اور اس کا روکنا فساد اور جھگڑے کا موجب ہوگا چونکہ مسلمان بادشاہ ہندوؤں کے مذہبی اعتقادات اور دینی احکام و رسوم میں جبراً رکاوٹ ڈالنا اسلام کی تعلیم کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے برہمنوں کی احتجاج پر خاموش ہو کر رہ جاتے مگر پھر بھی مغل بادشاہوں کے وقت میں یہ عام حکم دے دیا گیا کہ کوئی عورت بادشاہ یا علاقہ کے حاکم کی اجازت کے بغیر ستی نہ ہو۔ مقصد یہ تھا کہ کسی عورت کو جبراً ستی نہ کیا جائے اور اگر کسی عورت کو جبراً ستی کیا جاتا تو جبر کرنے والوں اور اس میں شریک ہونے والوں اور اعانت کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں اور حکام کو ہدایت تھی کہ حتی الامکان اجازت دینے سے گریز کریں اور عورت کو سمجھائیں کہ وہ حرام موت نہ مرے۔

چنانچہ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں اس کی تصدیق کی ہے اور دو ایک ستیوں کا چشم دید حال بھی لکھا ہے۔

فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر کی تحقیق

اسی طرح ڈاکٹر برنیر ایک فرانسیسی سیاح جو شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانہ میں ہندوستان آیا تھا اس نے بھی اس امر کی تائید کی ہے کہ مسلمان بادشاہ اس رسم کو ختم کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"آج کل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ہو گئی ہے کیونکہ مسلمان جو اس ملک کے فرمانروا ہیں اس وحشیانہ رسم کو ختم کرنے کی حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں اور اگرچہ کوئی خاص قانون اس کے خلاف نہیں بنایا گیا کیونکہ وہ ہندوؤں کی مذہبی خصوصیات میں دست اندازی مناسب نہیں سمجھتے اور انہوں نے اس بارے میں مکمل آزادی دے رکھی ہے لیکن تاہم ستی کی رسم کو مختلف طریقوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں کوئی عورت بغیر اجازت حاکم ستی نہیں ہو سکتی اور حاکم ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک وہ یہ جان نہیں لیتا [illegible] عورت اپنے ارادہ سے ہرگز باز نہیں آئے گی اور پھر بھی بحث مباحثہ سے اسے سمجھاتا ہے اور کبھی محلسرا میں بھیج دیتا ہے تاکہ بیگمات بھی اس کو سمجھائیں مگر باوجود ان سب امور کے ستی کی تعداد اب بھی بہت ہے اور خصوصاً ان راجاؤں کے علاقوں میں جہاں کوئی مسلمان صوبیدار مقرر نہیں ہے بلکہ ہندو ہیں۔"

(سفرنامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۱۷۰ بحوالہ رہنمائے تعلیم ۱۹۳۱ء جوبلی نمبر صفحہ ۲۳)

اورنگزیب کا جرأتمندانہ اقدام:

تاہم یہ بھی ثابت ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب نے جرأت سے کام لیتے ہوئے اس رسم کے خلاف قطعی حکم امتناع جاری کر دیا تھا چنانچہ ۹۶۳ھ میں شہنشاہ نے جو دس احکامات اپنے صوبائی گورنروں کو لکھ کر بھیجے تھے ان میں دسواں حکم یہی تھا کہ آئندہ سے ستی کی رسم قطعی طور پر بند کی جاتی ہے چنانچہ پھر ان کی وفات تک اس پر عمل ہوتا رہا مگر اس کے بعد مغلیہ حکومت کمزور ہو جانے پر یہ رسم پھر جاری ہو گئی اور پہلے کی طرح سارے ملک میں پھیل گئی۔

انگریزوں کی ناکام کوشش

جب ہندوستان میں انگریزوں کا اثر و رسوخ بڑھ گیا تو انہوں نے بھی بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ رسم بند ہو جائے مگر انہیں بھی برہمنوں نے ڈرایا کہ یہ مذہب میں مداخلت ہے اس سے فساد ہو گا اسی لئے ایسٹ انڈیا کمپنی خاموش رہی لیکن ۱۸۱۲ء میں کمپنی نے بھی اپنے مجسٹریٹوں کے نام ستی کے خلاف وہی احکامات جاری کئے جو مسلمان اپنے ابتدائی زمانہ میں کر چکے تھے کہ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر کوئی عورت ستی نہ ہو اور کسی عورت کو اس کی مرضی کے خلاف ستی نہ کیا جائے۔ اس اثناء میں انگلستان کی پارلیمنٹ میں بھی اس رسم کے خلاف سرگرم بحثیں ہوتی رہیں مگر انگریز اس کے انسداد کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے۔

راجہ رام موہن رائے کی کامیاب کوشش:

آخر کار ہندوؤں میں سے ایک نامور شخص راجہ رام موہن رائے نامی نے اس رسم کے انسداد کا بیڑا اٹھایا وہ عربی فارسی سنسکرت اور انگریزی کا بھی ماہر تھا اور مذہبی لحاظ سے وہ برہمو سماج کا بانی ہوا ہے اس نے اس رسم کے خلاف زبردست مہم چلائی اور ثابت کیا کہ ہندو مذہب کی رو سے یہ رسم کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور دھرم شاستر میں اس کا کوئی حکم نہیں ہے بلکہ یہ رسم ہندوستان کے زمانہ جاہلیت کی وحشیانہ یادگار ہے چنانچہ اس نے گورنمنٹ کو بھی کئی ریزولیوشن اور میموریل بھیج کر حکام کو یقین دلایا کہ ہندو مذہب میں اس کے متعلق کوئی حکم نہیں ہے۔

رسم ستی کی مکمل ممانعت:

آخر کار اس زمانہ کے گورنر جنرل لارڈ ولیم بنٹنگ نے پہلے پوری تحقیق سے یہ تسلی کر لی کہ یہ غیر مذہبی رسم ہے اور پھر ملکی خیر خواہوں کے مشورہ کے بعد ۴ دسمبر ۱۸۲۹ء کو یہ حکم نافذ کر دیا کہ:-

"آج سے تمام برٹش انڈیا میں رسم ستی قطعی طور پر بند کر دی گئی ہے۔"

اور اس طرح راجہ رام موہن رائے کی کوششوں سے یہ رسم ہمیشہ کے لئے موقوف کر دی گئی اور قرآن کریم کی مذکورہ بالا پیشگوئی اس زمانہ میں بھی واضح طور پر پوری ہو گئی اور اس امر کی دلیل ٹھہری کہ وہ آخری زمانہ یہی ہے جس میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور مقدر تھا۔

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری نوٹ :-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اطلاعاً شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۹۴۹

میں ایچ ادمی سوامی ولد OEHA DJOEHARI پیشہ پنشنر عمر ۶۹ سال۔ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن بنڈنگ انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ کار ایک عدد ۲،۲۵،۰۰۰/- روپے Indo

۲۔ ایک قطعہ زمین ۱۵۰،۰۰۰/- " "

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۲۴۴۰۰/- روپے ماہوار آمد بصورت پنشن و تجارت ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ ایچ ادمی سوامی بنڈنگ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ آر۔ عثمان صبور بنڈنگ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ شکری بارموی بنڈنگ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۵۰

میں ٹی آر۔ ایچ کرناسی زوجہ ایچ ادمی سوامی صاحب پیشہ تجارت عمر ۶۱ سال بیعت ۱۹۳۸ء ساکن بنڈنگ انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک قطعہ زمین ۴۵۰م مربع ۵۰،۰۰۰ روپے Indo

۲۔ حق مہر ۱/۵ گلڈرز

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰۰/- روپے Indo ماہوار آمد بصورت تجارت ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ ٹی آر۔ ایچ کرناسی بنڈنگ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ ایچ ادمی سوامی (خاوند موصیہ) بنڈنگ۔ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ جلا سنا بنڈنگ۔ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۵۱

میں ETIH SETIASIH W/o RAHMAD RIZA ADISOE DARMA عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۶۳ء ساکن بنڈنگ انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ سونا ۲۵ گرام مالیت ۵،۰۰۰/- روپے Indo

۲۔ حق مہر ۲۵،۰۰۰/- " "

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰ روپے Indo ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ ETIH SETIASIH - بنڈنگ۔ انڈونیشیا۔

اداریہ (بقیہ صفحہ ۲)

وہ حق کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہوں گے اور بالآخر اپنی غلط روی اور ظلم کا اقرار کرکے برضا و رغبت حق کو قبول کریں گے۔

اشاعت و قبولِ حق کی ایک ہی راہ اللہ نے کھلی رکھی ہے اور وہ یہ کہ لوگ دل کی تسلی پکڑنے اور دل سے قائل ہونے پر برضا و رغبت اُسے قبول کریں۔ اس کے سوا اُس نے کوئی اور راہ جس میں جبر کا شائبہ بھی پایا جائے کھلی رہنے ہی نہیں دی ؏

گواہ شد۔ شکری بارموی بنڈنگ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ اے۔ رضا بنڈنگ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۵۲

میں H. SOERATI SJARI-FAH ARDJA D/o R-SOE-ROSOE MARTO پیشہ پنشنر عمر ۴۷ سال بیعت ۱۹۶۲ء ساکن جکارتہ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۴۰۰/- روپیہ Indo ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ ایچ سوراتی ستاریفہ آردجہ جکارتہ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ آر عبدالرحمٰن احمدی۔ جکارتہ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ اے۔ اڈوان اُملان جکارتہ انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۳۹۵۳

میں حامد احمد سکارجو ولد مسٹر جاکا مرحوم صاحب پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال۔ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن جکارتہ انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک ورکشاپ ۱/۲ حصہ ۱۰۰،۰۰۰/- روپے Indo

۲۔ ایک عدد مکان مع فرنیچر ۵۰،۰۰۰/- روپے Indo

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے Indo ماہوار آمد بصورت تجارت ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ حامد احمد سکارجو جکارتہ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ اے۔ ایلت سکھیلی۔ جکارتہ۔ انڈونیشیا۔

گواہ شد۔ بڑوان املان ۔ جکارتہ۔ انڈونیشیا۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے! (مینیجر الفضل)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا لڑکا جو اس وقت جرمنی میں ہے وہاں ایک ہسپتال میں انتڑیوں کی بیماری کی وجہ سے زیر علاج ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (اہلیہ ملک نصر اللہ خان صاحب مرحوم)

۲۔ برادرم ضمیر احمد کے لڑکے عزیزم نعیم احمد صاحب فیصل آباد کے گلے کا اپریشن ہوا ہے احباب کرام خصوصیت سے اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (احقر فضل الدین بنگوی ربوہ)

Digitized by: Khilafat Library Rabwah

خدا معلوم کہا یا نہیں کہا؟

روزنامہ "مشرق" لاہور نے اپنے ۲ مارچ ۱۹۷۹ء کے شمارہ میں حسبِ ذیل خبر شائع کی ہے:۔

"چنیوٹ یکم مارچ۔ وفاقی وزیرِ بلدیات حاجی محمد زمان دو روزہ فتح مباہلہ کانفرنس کے آخری اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے قادیانیوں کو خبردار کیا کہ وہ سازشوں سے باز آجائیں اور آئینی فیصلہ تسلیم کر لیں یا پھر اپنے باطل نظریات سے تائب ہو کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا ختمِ نبوّت ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اور اس سے انحراف کرنے والوں سے کوئی رعایت روا نہیں رکھی جائے گی"۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ وفاقی وزیرِ بلدیات نے یہ سب کچھ کہا تھا یا نہیں کہا۔ اس کی ذمہ داری روزنامہ مشرق پر ہے۔

خبر میں جو باتیں وزیرِ بلدیات کی طرف منسوب کی گئی ہیں وہ ہیں عجیب و غریب۔ مثلاً یہی کہ انہوں نے احمدیوں کو خبردار کیا کہ وہ سازشوں سے باز آجائیں۔ احمدی پاکستان کے وفادار، قانون کے پابند اور امن پسند شہری ہیں۔ سازشوں سے ان کا دامن یکسر پاک ہے۔ پاکستان کے ایسے دلی طور پر بہی خواہ اور امن پسند شہریوں پر سازشوں کا الزام لگانا ظلم کی راہ سے ایک مسلّمہ حقیقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔

جہاں تک اس انتباہ کا تعلق ہے کہ "احمدی دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں" ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ احمدی بفضلہ اللہ تعالیٰ کلمہ گو ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ان کا پختہ ایمان ہے۔ ایک احمدی جذبۂ عشق میں سرشار ہونے کے باعث دن میں بیسیوں ہی نہیں سینکڑوں بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان اور سعادتِ عظمیٰ تصوّر کرتا ہے۔ اس کے باوجود دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا انتباہ ناقابلِ فہم ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ احمدی نعوذ باللہ کلمۂ طیبہ سے منحرف ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ترک کر دیں تو یہ ان سے کبھی نہیں ہوگا۔

رہا ختمِ نبوّت پر ایمان کا سوال سو ختمِ نبوّت احمدیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کی رُو سے وہ اس بات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا روحانی مرتبہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کے بغیر نہیں مل سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقتدی نبی ہیں اور آپ کی ذاتِ بابرکات ہی ہمیشہ کے لئے سرچشمۂ فیض ہے۔

گھوڑدوڑ ٹورنامنٹ کا التواء

ساتواں سالانہ گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ جو مورخہ ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ کو ربوہ میں منعقد ہونا تھا بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ نئی تاریخوں کا اعلان بعد میں کر دیا جائیگا۔

مہتمم صحتِ جسمانی
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

حسابات انکم ٹیکس اور دیگر

کاروباری مسائل

کو اُلجھن نہ بننے دیجئے

مشورے کے لئے اس پتہ پر رجوع فرمائیے

ایس احمد

صفی الدین احمد اینڈ کمپنی انشاء اللہ خان بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

فون:۔ ۶۷۵۰۸

اوکاڑہ میں تبلیغِ اسلام کی سلائیڈز کا پروگرام

۱۳ فروری بروز منگل مسجد احمدیہ اوکاڑہ کے ہال میں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریکِ جدید نے سلائیڈز کا پروگرام آٹھ بجے شب شروع فرمایا۔ افریقہ اور یورپ میں تبلیغِ اسلام اور مساجد کی تعمیر کے دلچسپ مناظر۔ نیز امریکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات اور لندن کی کسرِ صلیب کانفرنس کی سلائیڈز بھی دکھائی گئیں۔ بارش کے باوجود دوست بڑی تعداد میں تشریف لائے۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب بھی شامل تھے۔

(خاکسار عبد الحکیم سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعتِ احمدیہ اوکاڑہ)

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

منافقوں کو نفاق کی راہیں اختیار کرنے سے بالجبر روکیں یا اگر کوئی شخص ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کرتا ہے تو اُسے ارتداد اختیار نہ کرنے پر مجبور کریں۔ یہ اس لئے کہ نہ آپ کو اور نہ کسی اَور کو لوگوں کے دلوں پر تصرّف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو دلی طور پر ایمان لا کر حقیقی معنوں میں مومن اور جنت کا مستحق بن جائے اور اگر چاہے تو کفر پر ہی جما رہے، اگر چاہے تو ایمان لانے کے بعد منافق بن جائے اور اگر چاہے تو ارتداد اختیار کر لے اور اس طرح اپنے آپ کو خدائی عذاب کا مستحق بنالے۔ یہ اختیار انسانوں کی کامل مذہبی آزادی کا آئینہ دار ہے۔

حضور نے اس امر کی تائید میں کہ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ کی آیت کامل مذہبی آزادی پر دلالت کرتی ہے قدیم عربی تفاسیر کے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے اور اس طرح ثابت فرمایا کہ جملہ قدیم مفسّرین نے اس آیت سے یہی استنباط کیا ہے کہ اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نہ کسی کو زبردستی مسلمان بنایا جا سکتا ہے، نہ کسی کو زبردستی منافق بننے سے روکا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنی رپورٹ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک ضرور مرکز میں بھجوا دیا کریں۔

(معتمد مرکز خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

راولپنڈی و اسلام آباد

میں پلاٹس و مکانات کی خرید و فروخت کے لئے آپ کا اپنا ادارہ

قریشی پراپرٹی سنٹر

K-82 ظفر الحق روڈ راولپنڈی

سے رجوع کریں!

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

پتہ کی تبدیلی

مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب معالج حیوانات نے اپنا مکان تبدیل کر لیا ہے۔ آئندہ ان کا پتہ ۳/۵ محلہ دار الرحمت غربی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴